ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی ہی کا اظہار و اعلان ہے، اور اس کی نعمتوں کا شکریہ! ان کے علاوہ بعض دوسرے احکام بھی ہیں جو اگرچہ ضمنی ہیں لیکن ایک عبادت کا ضابطہ ہونے کی حیثیت سے ان کا علم اور ان پر عمل بھی فی الجملہ ضروری ہے۔

اس اجمالی تعارف کے بعد اب مختصراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا اسوہ ذکر کیا جاتا ہے

تکبیریں مندرجہ عنوان آیہ مبارکہ ذکر کرنے کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مصفی میں فرماتے ہیں کہ:۔

"حاصل آیت آں است کہ بعد انقضائے رمضان تکبیر مشروع است در شب و در روز و ما ماموریم باکثار تکبیر بعد از انقضائے رمضان "تا انقضائے نماز عید پس در منازل و طرق و مساجد و اسواق بعد صلوٰۃ بگویند و باید کہ رفع صوت کنند و حنفیہ گفتہ اند کہ رفع صوت در عید فطر نیست ——— و بندۂ ضعیف گوید کہ عید از شعائر اسلام است و اظہار در شعائر اسلام مطلوب و لہذا اینجا جماعت مشروع شدہ ——— پس رفع صوت در عید و در مقدمات آں مشروع باشد" ——— انتہی ملخصاً (مصفی صـ۱۶۱ جلد اول)

"اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے ختم ہوتے ہی بلند آواز سے بکثرت تکبیریں کہنے کے ہم مامور ہیں۔ تا اختتام نماز عید یعنی محلے، راستے، مساجد، اسواق ہماری بلند آواز تکبیروں سے گونج جانے چاہئیں۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ اس عید میں تکبیریں بلند آواز سے نہیں کہنی چاہئیں۔ لیکن میں کہتا ہوں ان کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ عید اسلام کے شعائر سے ہے۔ اور شعائر کا اظہار شریعت کو مطلوب ہے۔ یہی وجہ ہے اس کی نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے اور اس میں تکبیریں بھی زیادہ کہی جاتی ہیں۔

حضرت شاہ صاحب نے امام شافعی کا مسلک اختیار فرمایا ہے۔ کہ تکبیریں شوال کا چاند دیکھتے ہی شروع کر دینی چاہئیں۔ اور اس کی دلیل اس حدیث کا عموم بھی ہے۔ جو بحوالہ طبرانی مجمع الزوائد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔

زَيِّنُوا أَعْيَادَكُمْ بِالتَّكْبِيرِ — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی عیدوں کو تکبیروں سے مزین کرو۔

(مجمع الزوائد صـ۱۹۷ جلد ۲)

لیکن اکثر علماء کا مسلک یہ ہے کہ عید کی نماز کو جاتے ہوئے تکبیریں شروع کرنی چاہئیں۔